قرآن کی روشنی میں انسان کی معاشی تربیت کے ذاتی اہداف

Personal Goals of Human Economic Upbringing in the Light of the Holy Qur'an

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Dr. Ghulam Abbas
Al Mustafa International University, Qom, Iran
E-mail:ghulamabbas.kash@gmail.com

Abstract:

Almost all educational systems determine their upbringing goals as a rule. In fact, it is necessary to do so in order to up bring the students in any dimensions. This helps students to reach their goals. Also the Holy Qur'an in terms of being a revelatory educational text determines its goals. According to this article, the personal goals of economic upbringing of a person from the viewpoint of Holy Qur'an are of two types:

The goals related to one’s awareness and insight. The main purpose is to aware someone about his own abilities, perfection, jurisprudential laws of business, and to consider all earnings gifted by Allah Almighty. And the goals related to one’s practical life. The main purpose is to teach someone how to fulfill and protect his own as well as his dependents material needs and dignity and how to follow religious code of economic conduct.

This article also explains that one of an important goals of human economic upbringing by Holy Qura’n is to train him to how to give the priority to the hereafter in all his dealings, pay his religious dues (*Zakah, Khums* and *Hajj* etc.). Likewise how to be thrifty, kind to others and live a moderate life; avoiding extravagance, miserliness, lack of measure, arrogance and pride etc.

Key words: Economics, Personal, Goals, Education, Quran.

خلاصہ

ماہرین تربیت کو انسان کی کسی بھی جہت میں تربیت کرنے کے لیے سب سے پہلے اس جہت کے اہداف معین کرنے ہوتے ہیں تاکہ شاگردوں کو ان اہداف تک پہنچایا جاسکے۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق انسان کی معاشی تربیت کے ذاتی اہداف دو طرح کے ہیں: کچھ اہداف کا تعلق انسان کی آگاہی اور بصیرت اور شناخت سے ہے جن میں انسان کا اپنی صلاحیتوں اور کمال سے آگاہ ہونا، معاملات سے متعلق فقہی احکام سے آگاہی، ہر نعمت کو اللہ کی طرف سے عطا سمجھنا ہیں۔ دوسرے وہ اہداف ہیں جن کا تعلق انسان کی عملی زندگی سے ہے۔ اس تربیت کا ہدف یہ ہے کہ شاگرد اس تربیت کے ذریعہ اپنی مادی ضروریات پوری کرے، اپنی، اپنی فیملی اور اپنے والدین کی عزت وآبرو کی حفاظت کرے اور اپنی معاشی زندگی میں دینداری اختیار کرے۔ دینداری سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے تمام معاملات میں آخرت کو ترجیح دے، اپنے دینی وظائف (زکواۃ، خمس اور حج وغیرہ) بجالائے، اسی طرح اپنی معاشی زندگی میں دینی اخلاق کی رعایت کرے، جیسے قناعت اختیار کرے، احسان اور بخشش والا انسان بنے، اور اعتدال والی زندگی گزارے۔ اسراف، بخل، ناپ تول میں کمی بیشی، تکبر وغرور وغیرہ سے اجتناب کرے۔

کلیدی الفاظ : معاشیات، ذاتی، اہداف، تربیت، قرآن۔

روش تحقیق

اس تحقیق کی روش استنطاقی ہے جس میں معاشرے سے ایک موضوع یا علمی مسئلہ کو لیا جاتا ہے اور اسے قرآن پر پیش کیا جاتا ہے اور قرآن کا جواب لیا جاتا ہے۔ موجودہ تحقیق کو توصیفی۔ تحیلی اسلوب سے تحریر کیا گیا ہے۔

ہدف تحقیق

اس تحقیق کا ہدف یہ ہے کہ معاشرے کے افراد اپنی معاشی زندگی کے دینی اہداف سے آگاہ ہوں اور اپنی ذاتی زندگی میں قرآنی تعلیمات کے مطابق بیان کیے گے معاشی اہداف کو پانے کی کوشش کریں۔

مقدمہ

یہ واضح ہے کہ معاشی تعلیم وتربیت کے تمام ابعاد کی طرح انسان کی معاشی تربیت کا آخری ہدف بھی اللہ کی رضا اور خوشنودی ہے۔ لیکن کچھ درمیانی اہداف ہیں جو آخری ہدف تک پہنچنے کے لیے وسیلہ ہیں۔ قرآن کی رو سے انسان کی معاشی تربیت کے درمیانی اہداف تین قسموں کے ہیں، کچھ اہداف الٰہی ہیں، ان اہداف کو انسان خدا کی خاطر حاصل کرتا ہے، اس کی ان اہداف سے غرض نہ ذاتی فائدہ ہوتا ہے نہ اجتماعی بلکہ چونکہ خدا نے اس کا حکم دیا ہے انسان ان اہداف کو حاصل کرتا ہے۔ کچھ اہداف ذاتی ہیں ذاتی اہداف سے مراد وہ اہداف ہیں جنہیں انسان اپنی ذات کے لیے پانے کی کوشش کرتا ہے۔ البتہ یہ اہداف بھی انسان خود مشخص نہیں کرتا ہے کہ اسے حتما ان اہداف تک پہنچنا چاہیے، بلکہ قرآنی تعلیمات میں ان اہداف کو بھی مشخص کیا گیا ہے کہ انسان کے ذاتی معاشی اہداف کیا ہونے

چاہیے؟ اور کچھ اہداف اجتماعی ہیں۔ چونکہ انسان ایک وجود اجتماعی ہے اس لیے اجتماعی اہداف کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اجتماعی اہداف سے مراد یہ ہے کہ انسان معاشی تربیت کے ذریعہ اپنی معاشی زندگی میں ان اہداف کو پانے کی کوشش کرتا ہے جس کا فائدہ معاشرے کو پہنچتا ہے۔ اس تحقیق میں ہم صرف معاشی تربیت کے ذاتی اہداف کو بیان کریں گے۔ یہاں پر ذاتی اہداف، الٰہی اور اجتماعی اہداف کے مقابلے میں ہیں۔

مغربی نظام تعلیم وتربیت میں معاشی تربیت کے اہداف

مغربی نظام تعلیم وتربیت میں معاشی تربیت کے اہداف کے بارے میں دو نظریات پائے جاتے ہیں:

ایک، اشتراکی نظام معیشت (Socialism) ہے۔اشتراکیت یا سوشلزم ایسے سماجی نظام کو کہتے ہیں جس میں پیداواری ذرائع (زمین، معدنیات، کارخانے، بینک، تجارت وغیرہ) معاشرے کی اجتماعی ملکیت ہوتے ہیں اور ان کی پیداوار ذہنی یا جسمانی کام کرنے والوں کی تخلیقی محنت کے مطابق تقسیم کی جاتی ہے۔ موجودہ اشتراکی فلسفہ بنیادی طور پر چار گروہوں میں منقسم ہے۔ چاروں گروہ اس بات پر متفق ہیں کہ چونکہ تمام معاشرتی امراض و مسائل کی جڑ شخصی حق ملکیت ہے، اس لیے وسائلِ پیدائش کی شخصی ملکیت کو ختم کر دینا چاہیئے۔ 1991ء میں سوویت یونین، چیکوسلواکیہ اور یوگوسلاویہ کے ٹوٹنے سے اس نظام کو دھچکا لگا۔ اس وقت چین اور امریکہ میں یہی نظام رائج ہے۔[1]

دوسرا، سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) ہے۔ جس کی بنیاد ایڈم سمتھ (1723ء - 1790ء) نے رکھی جو ایک برطانوی فلسفی اور ماہر اقتصادیات تھا۔ مختصراً سرمایہ دارانہ نظام یہ کہتا ہے کہ ذاتی منافع کے لیے اور ذاتی دولت و جائیداد اور پیداواری وسائل رکھنے میں ہر شخص مکمل طور پر آزاد ہے۔ امریکا، برطانیہ، فرانس، اٹلی وغیرہ میں سرمایہ دارانہ نظام ہیں۔[2]

یورپ میں دو نظریے پائے جاتے ہیں ایک نظریے کے مطابق انسان کو فقط اجتماعی مفاد کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور حکومت کو چاہیے کہ صرف اجتماعی منفعت کو مد نظر رکھے چاہے کسی فرد کا استحصال ہو۔ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ آپ فقط اپنا ذاتی فائدہ دیکھیں چاہے اجتماعی نقصان ہو یا نہ ہو۔ دنیا میں رائج غیر اسلامی نظاموں میں کہیں پر بھی ایسا نظام پیش نہیں کیا گیا جہاں انسان کے ذاتی اور اجتماعی دونوں مفادات کو مد نظر رکھا جاتا ہو۔ صرف دین اسلام میں انسان کے دونوں ذاتی اور اجتماعی دونوں مفادات کو حفظ کیا گیا ہے۔ اسلام ذاتی ملکیت کو بھی قبول کرتا ہے اور اجتماعی ملکیت کو بھی۔ البتہ اسلامی فقہ میں ہر ایک کے قواعد اور شرائط موجود ہیں۔ اس معنی میں کہ اگر کہیں ذاتی مفاد، اجتماعی مفاد سے ٹکرائے تو اس کے قوانین موجود ہیں کہ کس کو ترجیح دی جائے گی۔ اس لیے اگر دقت کی جائے تو اسلام کا نظام جامع تر ہے۔

اسلام میں ذاتی ملکیت کا تصور

قرآن انفرادی ملکیت اور سماجی ملکیت دونوں کو قبول کرتا ہے۔ قرآن میں ذاتی ملکیت کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔

اسی نجی ملکیت کی حرمت کو توڑنے والے کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا أَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللّٰهِ (38:5) ترجمہ: "اور چور چاہے مرد ہو یا عورت، اس کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہے۔" مذکورہ آیت میں انسان کی ذاتی ملکیت کو اس قدر احترام دیا گیا ہے کہ اس کے توڑنے والے کے لیے سخت ترین سزا کا تعین کیا گیا ہے اور ہاتھ کاٹنے کی شرائط میں سے ہے کہ اگر یہی چوری ذاتی ملکیت سے باہر کی جائے جیسے کسی قافلہ سے کوئی چوری کرے یا مسجد سے یا کسی مزار سے جہاں عمومی ملکیت ہوتی ہے وہاں چور کے ہاتھ نہیں کاٹیں جائیں گے۔"[3]

قرآن میں انسان کی خصوصی ملکیت کو بہت سی آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ جیسے وَ أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ (275:2) ترجمہ: "خدا نے بیع (خرید و فروش) کو حلال کیا۔" مذکوہ آیت میں بیع مطلق آیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ ہر شخص ہر طرح کی بیع کو اختیار کر سکتا ہے۔ وہ جتنا کمائے، حلال بیع کے جس طریقے کو بھی اپنائے خود مختار ہے۔ اس پر کسی طرح کی ممانعت نہیں، مگر یہ کہ ایک خاص دلیل ہو جس کی بناء پر اسے کسی خاص سرگرمی سے روکا گیا ہو۔ اسی طرح شکار کے بارے میں فرمایا: أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهُ مَتَاعاً لَكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ ما دُمْتُمْ حُرُما (96:5) ترجمہ: "تمہارے لیے دریا کا شکار کرنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے تمہارے اور مسافروں کے فائدہ کے لیے، اور تم پر خشکی کا شکار کرنا حرام کیا گیا ہے جب تک کہ تم احرام میں ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے خرید و فروش کی مختلف روشوں کو بھی ذکر کیا ہے جیسے فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْباطِلِ إِلاَّ أَنْ تَكُونَ تِجارَةً عَنْ تَراضٍ مِنْكُم (29:4) ترجمہ: "اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ آپس کی خوشی سے تجارت ہو، اور آپس میں کسی کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔" باطل کا لفظ عقائد، اخلاق اور اعمال مختلف جگہوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اعمال میں باطل سے مراد، ایسا عمل ہے جس کا کوئی صحیح اور عقلی مقصد نہ ہو۔ لفظ تجارت سے مراد جیسا راغب اصفہانی نے کہا: سرمائے میں تصرف کر کے اسے منافع میں بدلنا ہے۔[4] مذکورہ آیت میں ہر طرح کی تجارت کو جائز قرار دیا ہے، تجارت کے علاوہ وہ آزاد ہے کہ اپنا مال کسی کو بخش دے ہبہ کر دے، عمومی وقف کر دے (جیسے ہسپتال یا مسافر خانہ بنا کر تمام انسانوں کے لیے وقف کر دے) یا خصوصی وقف کرے (جیسے زمین مسجد وغیرہ کے لیے وقف کر دے)، ارث چاہے کتنا زیادہ ہو اس کا وارث بنے۔ صلح کرے جعالہ کرے اپنی کوئی چیز کسی کو عاریہ دے، کوئی خاص پیشہ اختیار کرے وغیرہ۔

قرآن کی تعلیمات کے مطابق انسان کی ذاتی ملکیت کو احترام دیا گیا ہے لیکن کچھ حدود اور قیود کے ساتھ۔ انسان ذاتی منافع حاصل کرنے میں بالکل آزاد ہے لیکن اس کے ساتھ کچھ چیزوں کا پابند بھی ہے۔ اس کا ذاتی مال ہونے کے باوجود وہ اسراف کا حق نہیں رکھتا۔ كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ (31:7)، تبذیر کا حق

نہیں رکھتا۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ (27:17) ترجمہ: "فضول خرچی کرنے والے یقیناً شیاطین کے بھائی ہیں۔" تبذیر اور اسراف بعض جگہوں میں ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ جیسا کہ امام علیؑ نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں۔ ألا و أنّ إعطاء المال في غير حقّه تبذير و اسراف۔۔ ترجمہ: "مال کو وہاں خرچ کرنا جہاں اس کا حق نہ ہو، اسراف اور تبذیر ہے۔" [5]

اسراف عام ہے اور تبذیر خاص۔ ہر تبذیر اسراف یعنی زیادتی ہے۔ اسراف اور تبذیر میں فرق یہ ہے کہ اگر خرچ کرنا بنیادی طور پر درست ہو، مگر ضرورت سے زیادہ خرچ کیا جائے تو یہ اسراف ہے اور اگر خرچ کرنا سرے سے ہی درست نہ ہو تو یہ تبذیر ہے، جیسے کتے اور بلی کو شوقیہ پالنا وغیرہ۔[6] انسان ان چیزوں کی تجارت وغیرہ کا حق نہیں رکھتا جو شریعت نے منع کی ہیں جیسے شراب، جوا وغیرہ ہیں۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ۔۔۔ (219:2) ترجمہ: "آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دو ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت بڑا ہے۔" اس کے ساتھ ساتھ ہر شخص پر کچھ اجتماعی حقوق بھی ہیں جن کا اس نے خیال رکھنا ہے ان میں سائلوں اور محروموں پر اپنا مال خرچ کرے: وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ (19:51) ترجمہ: "اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہے۔"

سائل وہ شخص ہے جو کسی شخص سے جو چاہتا ہے اور اس انسان کے سامنے اپنے فقر کا اعلان کرتا ہے۔ لیکن محروم سے مراد وہ شخص ہے جو رزق سے محروم ہو، وہ اپنی کوشش کے باوجود محتاج ہو، عفت اور پاکدامنی کی وجہ سے سوال بھی نہ کرے۔[7] زکوۃ دے (حج ۴۱) خمس ادا کرے (انفال ۴۱)، خدا کی راہ میں انفاق کرے (بقرہ ۲۹۵)، مساجد کو تعمیر کرے (توبہ ۱۸)، حج بجالائے (آل عمران 97) مال کے ساتھ جہاد کرے (صف 11)، یتیموں، مسکینوں اور قیدیوں کو کھانا دے، (انسان 7-8) وغیرہ میں سماجی ملکیت پر بھی توجہ دی گئی۔[8] ماہرین اقتصاد اسلامی نے مالکیت مختلط (یعنی ذاتی اور اجتماعی مالکیت) کو قبول کیا ہے۔[9] پس قرآنی تعلیمات کے مطابق انسان دین اسلام کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے، اجتماعی حقوق کو ادا کرتے ہوئے جتنا بھی چاہے منافع کما سکتا ہے اور اپنی ذاتی زندگی میں خود مختار ہے۔ اس لیے ایک انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے ذاتی اور اجتماعی دونوں فائدوں کو مد نظر رکھے۔

انسان کی معاشی تربیت کے ذاتی اہداف

ذاتی اہداف سے مراد وہ اہداف ہیں جو خود انسان کی ذات سے مربوط ہیں ان اہداف کا تعلق اس سے نہیں ہوتا کہ معاشرے کو اس کا فائدہ ہوا یا نہیں۔ نہ ہی ان اہداف تک پہنچنے میں خلوص وغیرہ شرط ہے۔ قرآن کی تعلیمات کے مطابق معاشی تربیت کے ذاتی اہداف دو طرح کے ہیں:

الف۔ نظری اہداف

وہ اہداف ہیں جن کا تعلق انسان کی بصیرت، آگاہی اور شناخت سے ہے۔ معاشی زندگی میں انسان کے اعمال کا

دار ومدار ان تصورات اور نظریات کے اوپر ہے جو معاشیات کے متعلق اس شخص کے نظریات ہیں۔ معاشی تربیت کا ہدف یہ ہے کہ ایک شخص اپنی ذات سے درج ذیل امور میں آگاہ ہو:

1) اپنی صلاحیتوں اور اپنے کمال سے آگاہی

اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسانوں کو ایک جیسی صلاحیتیں نہیں دی ہیں۔ انسان کی معاشی تربیت کا ایک ہدف یہ ہے کہ انسان خود کو پہچانے اور سمجھے کہ تمام انسان، تمام صلاحیتوں کے اعتبار سے برابر نہیں ہیں۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے: وَهُوَ الَّذِی جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ (6:165) ترجمہ: "اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین کا خلیفہ بنایا اور اس نے تم میں سے بعض کے درجوں کو بعض پر بلند کر دیا تاکہ تمہیں آزمائے۔"

قرآنی آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے بعض انسانوں کو بعض پر فضیلت دی تاکہ بعض انسان دوسرے انسانوں سے خدمت لے سکیں: وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا (43:32) ترجمہ: "اور ہم نے بعض کے بعض پر درجے بلند کیے تاکہ ایک دوسرے کو محکوم بنا کر رکھے۔" تمام انسان قابلیت، ذہانت، خیالات، ذوق، حتیٰ کہ جسمانی ساخت کے لحاظ سے بھی ایک جیسے نہیں ہوتے۔ اگر اسلامی معاشرے کے تمام افراد ایک کارخانے سے نکلنے والے کپڑے یا برتن کی طرح ہوتے، ایک ہی شکل، ایک جیسے اور ایک جیسی صلاحیتوں کے حامل ہوتے تو انسانی معاشرہ مردہ، بے روح، بے حرکت اور کمال سے خالی ہوتا۔[10] کچھ صلاحیتیں ایسی ہیں جن میں انسان نکھار پیدا کر سکتا ہے۔

ان آیات میں یہ بیان ہوا ہے کہ ایک جہت سے تمام انسان اللہ کے نزدیک برابر ہیں۔ انسان ہونے میں۔ لیکن کیا اللہ نے تمام انسان کو ایک جیسی صلاحیتیں دی ہیں اگر ہم معاشرے میں تجربہ اور مشاہدہ کریں تو واضح ہو جاتا ہے کہ صلاحیت کے اعتبار سے تمام انسان برابر نہیں۔ پس قرآنی آیات کے مطابق انسان اپنے ذمہ وہ مسئولیت لے جس کی اس میں صلاحیت ہے جس چیز کی اس میں صلاحیت نہیں اسے اپنے ذمہ نہ لے۔ سورہ یوسف کی ۵۵ نمبر آیت میں بیان ہو گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنی صلاحیتوں سے آگاہ تھے: قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ترجمہ: "کہا مجھے ملکی خزانوں پر مامور کر دو، بے شک میں خوب حفاظت کرنے والا جاننے والا ہوں۔"

اس آیت اور تفسیری روایات سے معلوم ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے علاوہ کسی شخص میں اس سنگین اقتصادی کام کی ذمہ داری کو اپنی ذمہ لینے کی صلاحیت نہ تھی۔ اگر حضرت یوسف علیہ السلام کے علاوہ کوئی شخص بھی وہ اقتصادی ذمہ داری اپنے ذمہ لیتا تو اقتصادی بحران کو حل نہ کر سکتا۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انسان اپنی صلاحیت کو پہچانے اور اپنے ذمہ وہی کام لے جسے وہ انجام دے سکے۔

اقتصادی تربیت کا مہم ترین ہدف یہ ہے کہ انسان اپنی صلاحیتوں کو پہچانے اور ان صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے

اپنے کمال کو پہچانے اور اس کمال تک پہنچنے کے لیے اپنے اموال کو صرف کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنی لاریب کتاب میں مومنین کی صفات میں سے ایک مہم صفت یہ بیان کرتا ہے کہ وہ انفاق کرتے ہیں: الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَo أُولَـٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (2: 3-5) ترجمہ: "جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں خرچ کرتے ہیں۔"

یہ صفات رکھنا انسان کے کمال کی علامات ہیں، خداوند انسان کو اس کے کمال سے آگاہ کر رہا ہے کہ ایک مؤمن کو چاہئے کہ وہ اپنا کمال پہچانے اور اس تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ قرآن کی ہدایت کے مطابق انسان اقتصادی تربیت کے بغیر کمال کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (3:92) ترجمہ: "تم ہر گز بھلائی کو نہیں پا سکوگے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔" یہاں "لَن" کی تعبیر یہ بیان کرتی ہے کہ انسان کسی صورت میں بھی خیر کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ اس چیز میں سے خرچ نہ کرے جسے وہ محبوب رکھتا ہے۔

2) معاشی فقہی احکام سے آشنائی

انسان کی معاشی تربیت کا ایک ہدف یہ ہے کہ انسان معاشیات کے بارے میں فقہی احکام سیکھے اور زندگی میں ان پر عمل کرے۔ زکواۃ کی شرائط، زکواۃ کے مصارف، زکواۃ کے نصاب، خمس کے احکام، خمس کے مصارف، حج کے احکام، اسی طرح خرید و فروش کے مستحبات، مکروہات، حرام معاملات، بیچنے اور خریدنے کی شرائط۔ اگر انسان تجارت کرنا چاہتا ہے تو اس وقت تک تجارت شروع نہ کرے جب تک اس خرید و فروش کے احکام نہ آتے ہوں۔ روایات میں اس مطلب کی طرف تاکید کی گئی ہے۔ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت ہے:

محمد بن يعقوب عن عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن عثمان بن عيسى، عن أبي الجارود، وعن الأصبغ بن نباتة قال: سمعت أمير المؤمنين عليه السلام يقول على المنبر: يا معشر التجار الفقه ثم المتجر، الفقه ثم المتجر، الفقه ثم المتجر، والله للربا في هذه الأمة أخفى من دبيب النمل على الصفا، شوبوا أيمانكم بالصدق، التاجر فاجر، والفاجر في النار إلا من أخذ الحق وأعطى الحق.[11]

ترجمہ: "محمد بن یعقوب کچھ اصحاب سے انہوں نے احمد بن محمد انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے ابو الجارود سے انہوں نے الاصبغ بن نباتہ سے، انہوں نے کہا میں سے امیر المؤمنین علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اے تاجروا! پہلے فقہ کا علم حاصل کرو پھر تجارت شروع کرو، پہلے فقہ کا علم حاصل کرو پھر تجارت شروع کرو، ! اللہ کی قسم ! اس امت میں سود ایک صاف چٹان پر چیونٹی کے رینگنے کے اثر سے بھی مخفی تر ہے، اپنی قسموں کو سچ کے ساتھ ملاؤ (جھوٹی قسمیں نہ کھاؤ)، تاجر فاجر ہے اور فاجر کا

ٹھکانہ جہنم ہے مگر جو حق کے ساتھ لے اور حق کے ساتھ دے۔"

اس روایت میں فقہ لغوی معنی میں نہیں بلکہ اصطلاحی معانی میں ہے، جس سے مراد دین اسلام کے احکام ہیں، قرینہ کی وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں اس روایت میں فقہ سے مراد دین اسلام کے احکام تجارت سے متعلق سیکھو چونکہ روایت یہ بیان نہیں کر رہی کہ اشیاء کو دقیق پہچان کر خرید وفروش کرو اور دقیق سمجھ کر بیچو، بلکہ روایت یہ کہنا چاہتی ہے کہ تجارت سے متعلق دین کے احکام کا اجراء کرو، اسی لیے ربا کی حرمت کو بیان کیا، ربا کی حرمت شرعی ہے عقل دقیقا اسے شاید نہ درک کر پائے۔ قسم اٹھانا شرعی لحاظ سے ممنوع ہے۔ اسی طرح حق سے مراد عدل و انصاف ہی نہیں بلکہ دین اسلام کے مطابق لین دین ہو گا وہی حق ہو گا۔

اب اگر کوئی شراب کی خرید وفروش کرے گا تو وہ دین اسلام کے مطابق حق کے ساتھ لین دین نہیں۔ فاجر اسے بھی کہا جائے گا جو دین اسلام کے مطابق تجارت نہیں کرتا یعنی حرام اشیاء جیسے جوئے، شراب، سودی معاملات وغیرہ سے رقم کماتا ہے۔ وہ چیزیں جنہیں شریعت نے حرام قرار دیا ہے ان کی خرید وفروش کرتا ہے یا وہ راستہ اپنا ہے جو شریعت نے حرام قرار دیا ہے، جیسے اپنی اجناس کے عیوب چھپانا، جھوٹی قسمیں اٹھانا وغیرہ یا وہ اشیاء بذات خود حرام نہیں ہیں لیکن ان کا اجتماعی نقصان ہے جیسے حکومتی پابندی کے باوجود اسلحہ یا ایسی چیز جس کا اجتماعی نقصان ہے وغیرہ بیچنا۔

اسی طرح جنس اور اس کے عوض کی شرائط، نقد اور ادھار کے احکام، سلف، شراکت، صلح، کرائے، جعالہ، مزارعہ، مساقات، مغارسہ، وکالت، قرض، حوالہ، رہن، ضمانت، امنت، عاریہ، غصب، قسم، وقف، ہدیہ، میراث، حلال و حرام شرعی کے احکامات وغیرہ تفصیل سے سیکھے۔ ان میں سے ہر ایک مورد پر تفصیلی احکام موجود ہیں۔ انسان کی معاشی تربیت کا ہدف یہ ہے کہ انسان ان تمام احکام کو سیکھے۔

3) ہر چیز کو خدا کی طرف سے عطا سمجھنا

معاشی تربیت کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے چاہے مادی ہے یا معنوی، اسے خدا کی طرف عطا سمجھے، معمولاً انسان جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مال مال ہوتا ہے تو وہ عملاً طغیان شروع کرتا ہے۔ اس کی سرکشی کی وجہ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ان نعمات کو اپنی محنت کا نتیجہ سمجھتا ہے: كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰO أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ (96: 6-7) ترجمہ: "ہاں ہاں بے شک انسان اس وقت سرکشی کرتا ہے جب وہ اپنے آپ کو غنی سمجھتا ہے۔"

انسان اگر یہ گمان کرے گا کہ یہ نعمتیں اس کی اپنی صلاحیتوں کا نتیجہ ہے اور وہ ان نعمتوں کو خدا کی طرف نسبت نہیں دے گا تو قطعاً منحرف ہو جائے گا۔ خداوند تعالیٰ قرآن میں قارون کا قصہ بیان کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے اس قدر مال دیا ہوا تھا کہ اس کے خزانے کی چابیوں کو ایک طاقت ور گروہ کے لیے اٹھانا مشکل تھا۔ قارون تکبر کرنے لگ گیا، اس کی قوم نے اس سے کہا: اللہ تعالیٰ نے جو مال تجھے دیا ہے اس سے آخرت کو بھی کماؤ، اس نے

کہا: قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي (78:28) ترجمہ: "اس نے کہا: بے شک اس مال کو میں نے اس علم کی بدولت حاصل کیا ہے جو میرے پاس ہے۔"

قارون یہ سمجھتا تھا کہ اس کے پاس جو اموال بھی ہیں اس کی ذاتی قابلیت اور محنت کا نتیجہ ہیں، یہ خدا کا دیا ہوا مال نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی یہ نہیں فرمایا: کہ اس کے پاس کوئی علم نہیں تھا بلکہ مختلف تفاسیری روایات کی روشنی میں قارون کے پاس کیمیا کا علم تھا جس کی بدولت اس نے اموال کو حاصل کیا تھا۔[12] خداوند تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے: أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ (78:28) ترجمہ: "کیا اسے معلوم نہیں کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی امتیں جو اس سے قوت میں بڑھ کر اور جمعیت میں زیادہ تھیں ہلاک کر ڈالی ہیں۔" درحقیقت اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ بیان فرماتا ہے کہ جو اللہ نعمتیں دیتا ہے وہ لے بھی سکتا ہے جیسا کہ قارون سے قبل بہت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی نعمتیں دی اور کہ کفر کی وجہ سے انہیں ہلاک کر دیا۔ پس اتصادی تربیت کا ایک مقصد یہ ہے کہ انسان ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دے تاکہ اس میں طغیان اور سرکشی پیدا نہ ہو۔

ب۔ عملی اہداف

وہ اہداف ہیں جن کا تعلق انسان کے عمل سے ہے۔ معاشی تربیت کا ہدف یہ ہے کہ انسان عمل میں ان اہداف تک پہنچے۔ اس کی زندگی میں وہ اہداف دیکھائی دیں۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق معاشی طور پر ایک انسان کو جن اہداف تک پہنچنا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

1) اپنی مادی ضروریات پوری کرنا

انسان کی معاشی تربیت کا ایک ہدف یہ ہے کہ انسان اپنی ضروریات پر بھی خرچ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو نعمتیں عطا کی ہیں وہ اسی لیے عطا کی ہیں کہ انسان انہیں مصرف کرے: وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ (10:41) ترجمہ: "اور اس نے زمین میں اوپر سے پہاڑ رکھے اور اس میں برکت ڈالی اور چار دن میں اس کی غذاؤں کا تخمینہ کیا، (یہ جواب) پوچھنے والوں کے لیے پورا ہے۔"

سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ سے مراد یہ پودوں، جانوروں اور انسانوں کی فطری صلاحیت اور فطری ضرورت ہے۔ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ، سَوَاءً مفعول مطلق ہے، اور اس کا مفہوم ہے: کہ انسان کو جس چیز کی بھی حاجت ہے، اس کائنات میں اللہ تعالیٰ نے اس کی حاجت کو پورا کرنے والی چیزیں خلق کر دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی مختلف آیات میں بخل کی مذمت کی ہے: الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ (24:57) ترجمہ: "وہ لوگ جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں۔" اسی طرح فرمایا:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (3:180) ترجمہ: "جو لوگ اس چیز پر بخل کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے وہ یہ خیال نہ کریں کہ بخل ان کے حق میں بہتر ہے، بلکہ یہ ان کے حق میں برا ہے، قیامت کے دن وہ مال طوق بنا کر ان کے گلوں میں ڈالا جائے گا جس میں وہ بخل کرتے تھے، اور اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا وارث ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔"

در المنثور میں ایک روایت ہے جس میں اپنی اپنے خاندان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے سعی و تلاش کو سبیل اللہ قرار دیا گیا ہے: فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم ان كان خرج يسعى على ولده صغارا فهو في سبيل الله و ان كان خرج يسعى على أبوين شيخين كبيرين فهو في سبيل الله و ان كان خرج يسعى على نفسه يعفها فهو في سبيل الله[13] ترجمہ: "جو شخص گھر سے اپنے بچوں کے لیے نکلتا ہے وہ اللہ کے راستے میں ہے، جو شخص اپنے بوڑھے والدین کی ضروریات پوری کرنے کے لیے نکلتا ہے وہ بھی اللہ کے راستے پر ہے، اگر وہ شخص اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے گھر سے نکلتا ہے وہ بھی اللہ کے راستے پر ہے۔"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انسان کی معاشی تربیت کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی روزمرہ کی ضروریات پر خرچ کرے، روزمرہ کی ضروریات کو پورا کرنے میں بخل سے کام نہ لے، اپنی، اپنی فیملی، اپنے ماں باپ یا دوسرے رشتہ داروں جہاں تک پہنچ سکتا ہے کی مادی ضروریات کو پورا کرے۔ اپنی دنیاوی ضروریات پر بھی خصوصی توجہ دے۔

2) عزت و آبرو کی حفاظت

اقتصادی تربیت کا ایک ہدف یہ ہے کہ انسان اپنی اور اپنے والدین کی عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کرامت دی ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ (70:17) ترجمہ: "اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے۔" عزت اللہ کے لیے اس کے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے ہے: وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ (8:63) ترجمہ: "عزت صرف اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور مؤمنین کے لیے ہے۔" مؤمنین کو چاہیے کہ عزت و آبرو کی حفاظت کریں۔ وہ امور جو ذلت کا باعث بنتے ہیں ان سے اجتناب کریں۔ طول تاریخ سے دشمنان اسلام یا منافقین مسلمانوں کا اقتصادی محاصرہ اس لیے کرتے ہیں تاکہ مسلمان ذلت و خواری کو قبول کریں۔

بعض منافقین مدینہ کہتے تھے: يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ (8:63) ترجمہ: "وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو اس میں سے عزت والا ذلیل کو ضرور نکال دے گا۔" یہ بات عبداللہ بن ابی نے کہی، جس کا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ہم مدینہ کے رہنے والوں رسول خدا اور مہاجر مؤمنوں کو باہر نکال دیں گے، مدینہ کی طرف پلٹنے سے مراد غزوہ بنی المصطلق تھا، یہ بات تنہا مدینہ کے منافق نہیں کہتے تھے بلکہ

اس سے قبل مکہ میں قریش کے سردار کہتے تھے کہ اگر ان فقیر مسلمانوں کا اقتصادی محاصرہ کریں یا انہیں مکہ سے نکالیں۔ ان کا کام تمام ہے۔ آج بھی استعماری حکومتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ان کے پاس آسمان و زمین کے خزانے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جو قومیں ہمارے سامنے ہتھیار نہیں ڈالیں گے ان کا معاشی محاصرہ کر دیا جائے تاکہ وہ ہوش میں آئیں اور ہتھیار ڈال دیں۔[14]

طبق روایت پیغمبر انسان کی عزت اس میں ہے کہ انسان لوگوں سے بے نیاز ہو جائے۔ جَاءَ جَبْرَئِيلُ إِلَى اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ... وَ اِعْلَمْ أَنَّ شَرَفَ اَلرَّجُلِ قِيَامُهُ بِاللَّيْلِ وَ عِزُّهُ اِسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ اَلنَّاسِ[15] ترجمہ: "جبرائیل پیغمبر کے پاس آیا اور کہا... جان لو کہ انسان کا شرف رات کی عبادت میں ہے اور انسان کی عزت لوگوں سے بے نیاز ہونے میں ہے۔" رسول خداﷺ کی ایک روایت ہے کہ جو شخص اپنے والدین یا اپنے بیوی بچوں کے لیے اس لیے کماتا ہے کہ انہیں دوسرے انسانوں کی محتاجی سے بے نیاز کر دے تو وہ شخص اللہ کے راستے میں ہے۔ عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الساعي على والديه ليكفهما أو يغنيهما عن الناس في سبيل الله ومن سعى على زوج أو ولد ليكفهم ويغنيهم-----[16] ترجمہ: "انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے والدین کے لیے سعی و کوشش کرتا ہے تاکہ ان کی ضروریات پوری ہو جائیں اور انہیں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بے نیاز کر دے وہ شخص اللہ کی راہ میں ہے یا جو شخص اپنے بیوی بچوں کی ضروریات پوری کرنے اور انہیں دوسرے لوگوں سے بے نیاز کرنے کے لیے کماتا ہے یا اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے کماتا ہے، وہ بھی خدا کے راستے میں ہے۔"

انسانی تجربات نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ اقتصاد انسان کی عزت اور ذلت میں کردار ادا کرتی ہے جسے منافقین نے بھی سمجھ لیا تھا، وہ یہ چاہتے تھے کہ اقتصادی شکنجہ کے ذریعہ مؤمنین کو ذلیل کریں۔[17] انسان کی معاشی تربیت کا ہدف یہی ہے کہ وہ فقر میں اپنی عزت اور ناموس کی حفاظت کرے، عزت اور ذلت کو خدا کی طرف نسبت دے۔ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ (3:26) ترجمہ: "جسے تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے تو چاہے ذلیل کرتا ہے۔"

3) معنوی اور اخروی لذتوں کو ترجیح دینا

معاشی تربیت کا ایک مقصد یہ ہے کہ انسان مادی لذتوں سے زیادہ معنوی لذتوں کی طرف رجحان پیدا کرے، اگر انسان اپنا حقیقی کمال درک کرلے تو انسان دنیا کی مادی لذتوں پر قانع نہ ہو بلکہ اخروی لذتوں کو حاصل کرنے کے لیے سعی و کوشش کرے۔ ایک مربّی اپنے شاگرد کو دنیاوی لذتوں سے اخروی لذتوں کی طرف مائل کرے۔ جیسے قرآن کی مختلف آیات میں اللہ تعالیٰ دنیا کی ناپائیدار لذتوں کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ انسان پائیدار لذتوں کی طرف توجہ کرے: وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ

هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا (45:18) ترجمہ: "اور ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کرو جسے ہم نے آسمان سے برسایا پھر زمین کی روئیدگی پانی کے ساتھ مل گئی پھر وہ ریزہ ریزہ ہو گئی کہ اسے ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں، اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی کی مثال دیتا ہے کہ مادی دنیا کی نعمتیں جتنی بھی زیادہ ہوں ان پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا اور وہ ناپائیدار ہوتی ہیں، کڑکتی ہوئی بجلی چند لمحوں میں سالہا سال میں تیار کیے گئے باغوں اور کھیتیوں کو خاکستر بنا دیتی ہے۔ ان کی جگہ مٹی کے ٹیلوں اور پھسلنے والی زمین کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ تھوڑا سا زلزلہ زمین کے ان پانیوں اور چشموں کو نگل لیتا ہے جن پر زندگی اور اس کی برکتوں کا دارومدار ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ پھر اصلاح کی بھی گنجائش نہیں رہتی۔ مادی مفادات کے لیے جو دوست انسان کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں وہ اس قدر بے اعتبار اور بے وفا ہوتے ہیں کہ اسی لمحے جب دنیاوی نعمتیں انسان سے جدا ہو رہی ہوتی ہیں وہ اس سے ایسے رخصت ہوتے ہیں جیسے پہلے ہی جانے کو تیار بیٹھے تھے۔ بلا و مصیبت کے بعد کی بیداری عام طور پر فضول ہوتی ہے۔ نہ فقر ذلت کی دلیل ہے اور نہ ثروت عزت کی دلیل ہے۔[18]

قرآن کی مختلف آیات میں خداوند مؤمنین کو آخرت کی نعمتوں کی طرف ترغیب دیتا ہے اور فرماتا ہے: أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَى نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (19:32) ترجمہ: "سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے تو ان کے لیے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں، ان کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے۔" خداوند رسول خدا ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ لوگوں کو حج کی طرف تشویق کرو: وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ (27:22) ترجمہ: "لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کرو کہ لوگ تمہاری طرف پیدل اور لاغر سواریوں پر دُور دراز علاقوں سے سوار ہو کر آئیں۔" أَذِّنْ کا معنی بلند آواز کے ساتھ اعلان کرنا ہے۔ اسی وجہ سے بعض نے اسے ندا سے تعبیر کیا ہے، حج کا لغت میں معنی قصد اور ارادہ ہے، بیت الحرام میں مخصوص اعمال کو جنہیں پہلی بار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انجام دیا ہے حج کہتے ہیں وہ اسی وجہ سے کہ اس میں اللہ کے گھر کی زیارت کا قصد اور ارادہ ہوتا ہے۔ ضَامِرٍ کا معنی لاغر ہے اور فَجٍّ کا معنی دور راستے سے آنا ہے۔[19]

بعض آیات میں خداوند تعالیٰ نے اعمال صالح کو دنیاوی نعمتوں پر ترجیح دی ہے: الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا (46:18) ترجمہ: "مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں اور ہمیشہ باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے پروردگار کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے اور امید کے اعتبار سے بھی بہترین ہیں۔" اسی طرح اگر کسی کی گردن پر کوئی دینی فریضہ ہے تو اپنی دین کی خاطر اپنے دنیا کے کاموں کو وقتی چھوڑ دے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللهِ وَذَرُوا

الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (9:62) ترجمہ: "اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو ذکر الٰہی کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، تمہارے لیے یہی بات بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔"

مذکورہ آیت میں کا شان نزول یہ ہے کہ مدینہ میں ایک دفعہ قحط پڑھا ہوا تھا انہیں دنوں دحیہ نامی شخص قافلہ کے ساتھ شام سے غذا کا سامان لایا تو اصحاب پیغمبر مسجد میں نماز جمعہ کا خطبہ سن رہے تھے۔ جب ان قحط کے دنوں میں انہیں غذائی قافلے کی خبر ملی تو سب اصحاب رسول خدا صلی اللہ و علیہ و آلہ وسلم کا خطبہ چھوڑ کر اس قافلہ کی طرف دوڑ پڑے، صرف بارہ مرد اور ایک خاتون مسجد میں رہے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اگر یہ جو لوگ بچ گئے یہ بھی چلے جاتے تو آسمان سے پتھر کا عذاب نازل ہوتا۔[20] خلاصہ یہ کہ تربیت کا ہدف یہ ہے کہ متربی کی اس طرح سے تربیت ہو جائے کہ وہ اخروی لذتوں کو درک کرے اور اپنی زندگی میں جب دنیا آخرت سے ٹکرانے لگے تو آخرت کو ترجیح دے۔

4) دینی وظائف پر عمل کرنا

معاشی تربیت کا ایک ہدف یہ ہے کہ تربیت یافتہ اپنے دینی وظائف پر عمل کرے۔ اگر تربیت یافتہ صاحب استطاعت ہو جاتا ہے اور اس پر حج واجب ہو جاتا ہے تو وہ حج انجام دے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً (97:3) ترجمہ: "لوگوں پر اللہ کے لیے اس گھر کا حج (فرض) ہے، جو اللہ کے راستے کی استطاعت رکھے۔" سودی معاملہ نہ کرے: وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا (275:2) ترجمہ: "اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔" جب زکواۃ واجب ہو جائے تو اسے ادا کرے: خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا (103:9) ترجمہ: "ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے کہ اس سے ان کے ظاہر کو پاک اور ان کے باطن کو صاف کر دے۔"

اسی طرح اپنی استطاعت کے مطابق فقراء، مساکین وغیرہ پر اپنا مال خرچ کرے: إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ (60:9) ترجمہ: "زکوٰۃ فقیروں اور مسکینوں اور عاملین زکواۃ کے لیے ہے اور جن کی دل جوئی کرنی ہے اور غلاموں کو آزاد کرنے اور قرض داروں کے قرض میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو، یہ اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہے۔" اسی طرح اگر خمس واجب ہو تو اسے ادا کرے: وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللّٰهِ ترجمہ: "اور یہ جان لو کہ تمہیں جس چیز سے بھی فائدہ حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے، رسول کے لیے، رسول کے قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں، غربت زدہ کے لیے ہے اگر تمہارا ایمان اللہ پر ہے۔"

خلاصہ یہ کہ انسان کی معاشی تربیت کا مقصد یہ ہے کہ انسان پر اللہ کی طرف سے جو امور واجب ہیں، وہ انہیں ادا کرے۔ چاہے ان کا تعلق عبادات سے ہے۔ جیسے حج ہے یا ان کا تعلق صدقات واجب و مستحب اور خمس وغیرہ سے ہو۔

5) دینی اخلاق کو عملی شکل دینا

معاشی تربیت کا ایک ہدف یہ ہے کہ تربیت یافتہ دینی اخلاق کو عملی کرے: وقال رسول الله صلى الله عليه وآله من باع واشترى فليحفظ خمس خصال وإلا فلا يشترين ولا يبيعن :الربا، والحلف، وكتمان العيوب، والمدح إذا باع والذم إذا اشترى[21] ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تجارت کرتا ہے اسے پانچ چیزوں سے بچنا چاہیے: سود، قسم، عیب کو چھپانا، اور بیچتے وقت جنس کی تعریف کرنے اور خریدتے وقت جنس میں عیب نکالنے سے۔"

جس میں سب سے مہم دوسروں کے حقوق کا پاس رکھے: وَلاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُواْ بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُواْ فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (2:188) ترجمہ: "اور ایک دوسرے کے مالوں کو مل کر ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ، اور تم انہیں حاکموں تک پہنچاتے ہو تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ، حالانکہ تم جانتے ہو۔" نیز یہ کہ ریاکاری نہ کرے: وَالَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَـاءَ النَّاسِ وَلاَ يُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الآخِرِ (4:38) ترجمہ: "اور جو لوگ اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھانے میں خرچ کرتے ہیں اور اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے۔" مزید فرمایا: إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَى فَبَغَى عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ (28:76) ترجمہ: "بے شک قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا پھر ان پر اکڑنے لگا، اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیے تھے۔" انسان غرور نہ کرے: وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (31:18) ترجمہ: "اور لوگوں سے اپنا رخ نہ پھیر اور زمین پر اترا کر نہ چل، بے شک اللہ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔" ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ (34:35) ترجمہ: "اور یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے بڑھ کر ہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہ دیا جائے گا۔"

معاشی تربیت کا ایک ہدف یہ ہے کہ تربیت یافتہ بخل نہ کرے: الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ (4:37) ترجمہ: "جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل سکھاتے ہیں اور اسے چھپاتے ہیں۔" امانت داری کو اپنائے: إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا (4:58) ترجمہ: "بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچا دو۔" امانت میں خیانت میں علم، پیشہ اور حقوق کو چھپانا، لوگوں کی املاک پر قبضہ کرنا، بے دین لیڈروں کی اطاعت کرنا، بچوں کے لیے نااہل شریک حیات یا استاد کا انتخاب کرنا وغیرہ شامل ہیں۔[22] دین اسلام میں امانت کی اہمیت اس حد تک ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر علی ع نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے نزدیک اپنا مقام بنایا ہے تو وہ ان کی صداقت اور امانتداری تھی۔[23]

نیز یہ کہ تربیت یافتہ ناپ تول میں کمی بیشی نہ کرے: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُواْ عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ (83: 1-3) ترجمہ: "کم تولنے والوں کی خرابی ہے وہ کہ جب اوروں سے ماپ (ناپ کر) لیں پورا لیں اور جب انہیں ماپ یا تول کر دیں کم کر دیں۔" اسی طرح اسراف سے بچے: كُلُواْ وَاشْرَبُواْ وَلاَ تُسْرِفُواْ إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ(7:31) ترجمہ: "اور کھاؤاور پیو اور اسراف نہ کرو، بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" پس معاشی تربیت کا ایک مقصد یہ ہے کہ تربیت شدہ اپنی عملی زندگی میں دینی اخلاق کو اپنائے جیسے امانت داری، عدل وانصاف، احسان کرے اور معاشی اخلاق رزیلہ سے بچے جیسے بخل، غرور و تکبر، ریاکاری وغیرہ سے بچے۔

6) زندگی میں اعتدال

قرآن کے مطابق، انسان کی اقتصادی تربیت کا ایک ہدف یہ ہے کہ تربیت یافتہ اپنی زندگی میں افراط و تفریط سے بچ جائے، اپنی مادی اور معنوی دونوں ضروریات پر توجہ دے۔ راہ درمیانی ختیار کرے: وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُواْ شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (2:143) ترجمہ: "اور اسی طرح ہم نے تمہیں برگزیدہ امت بنایا تاکہ تم اور لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔" یہاں "كَذَلِكَ" تشبیہ کے لیے استعمال ہوا ہے، وسط ایسی چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے جو دو چیزوں کے درمیان ہو، امت اسلام نہ مادی گرا ہو نہ تارک دنیا۔ بعض لوگ نصاریٰ کی طرح فقط اپنی معنویات پر زور دیتے ہیں اور مادیات کو مکمل ترک کرتے ہیں رہبانیت کی دعوت دیتے ہیں، بعض ایسے ہیں جو اہل کتاب اور مشرکوں کی طرح فقط مادیات پر زور دیتے ہیں اور اپنی معنویت پر بالکل توجہ نہیں دیتے۔[24] لہٰذا ایک مربی کو چاہیے کہ اپنے تربیت شدہ میں یہ انگیزہ پیدا کرے کہ وہ اپنی مادی ضروریات کے ساتھ ساتھ اپنی معنوی ضروریات پر توجہ دے۔

نتیجہ

معاشی تربیت کے اہداف میں سے کچھ اہداف ذاتی ہیں۔ قرآن کی رو سے ایک شخص کو جن اہداف تک پہنچنا چاہیے وہ دو طرح کے اہداف ہیں۔ ان میں سے کچھ اہداف کا تعلق انسان کی آگاہی، شناخت اور علم سے ہے ان میں انسان کا اپنی صلاحیتوں اور کمال سے آگاہ ہونا، جب تک انسان اپنے کمال سے آگاہ نہیں ہوگا اپنے حقیقی کمال کے لیے تگ و دو نہیں کرے گا۔ اسے اخروی لذتوں کا ذوق نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ فقہی احکام سے آشنائی حاصل کرے، ان میں لین دین کے معالات، حرام اشیاء کی خرید وفروخت، حرام ذرائع سے کسب و درآمد کرنا، خمس کے مصارف، زکواۃ واجب ہونے کی شرائط، زکواۃ کا نصاب، جھوٹی قسموں سے اجتناب کرنا، قمار، غرر وغیرہ کی ممانعت، عاریہ، رھن،

مساقات وغیرہ کے احکام سیکھے۔ اس کے علاوہ ہر چیز کو اللہ تعالی کی طرف سے عطا سمجھے، یہ نہ سمجھے کہ خدا کے علاوہ اس کی اپنی طاقت اور محنت سے دنیا کی نعمتیں اسے ملی ہیں۔

اور کچھ اہداف کا تعلق انسان کے عمل سے ہے۔ انسان عمل میں ان اہداف تک پہنچے۔ ان میں انسان اپنی مادی ضروریات کو پورا کرے۔ اپنی بدنی دنیاوی ضروریات پر خرچ وقت بخل نہ کرے، معاشی تربیت کے نتیجہ میں انسان اپنی مادی ضروریات کو بھی پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مال سے اپنی عزت وآبرو کی بھی حفاظت کرے، معاشی تربیت کے نتیجہ میں انسان دنیاوی لذتوں سے اخروی لذتوں کی طرف رجحان پیدا کرے۔ وہ اپنی دنیا اور آخرت کے معاملے میں آخرت کو ترجیح دے۔ اپنے دینی وظائف جیسے حج کا فریضہ یا واجب خمس اور زکواۃ ادا کرے اس کے علاوہ عملی زندگی میں دینی اخلاق اپنائے۔ دینی اخلاق سے مراد یہ ہے کہ اپنی زندگی میں قناعت اختیار کرے، ناپ تول میں کمی بیشی نہ کرے، جھوٹی قسم نہ اٹھائے وغیرہ۔ اپنی زندگی میں اعتدال اختیار کرے یعنی اپنی مادی ضروریات کو بھی مد نظر رکھے اور اپنی معنوی ضروریات کو بھی۔ جتنی ضرورت ہے اتنا خرچ کرے، جو ضرورت نہیں اس سے اپنا ہاتھ کھینچ کر رکھے۔

*****

References

1 .https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%A7%D8%B4%D8%AA%D8%B1%D8%A7%DA%A9%DB%8C%D8%AA

ویکی پیڈیا/ اشتراکیت

2 .https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%B3%D8%B1%D9%85%D8%A7%DB%8C%DB%81_%D8%AF%D8%A7%D8%B1%DB%8C_%D9%86%D8%B8%D8%A7%D9%85

ویکی پیڈیا/سرمایادارانہ نظام

3. Mowsasah-e Tanzeem wa Nashr Asaar Imam Khomeini, *Mowsuat Imam al-Khomeini* Vol. 23, *Tahrir al-Wasila*, Vol. 2, Kitab al-Hudood, Al-Faisel alKhamas fi Had alseraqat, al-Qoul fi al-Masrooq, Issue 9, (Tehran, Mowsasah-e Tanzeem wa Nashr Asaar Imam Khomeini, 1399 SH), 519.

مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی ،*موسوعۃ الامام الخمینی*، ج23، *تحریر الوسیلۃ*، ج2، کتاب الحدود، الفصل الخامس فی حد السرقۃ، القول فی المسروق، مسالۃ۹، (تہران، مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی، 1399ھ ش)، 519۔

4. Syed Muhammad Baqir, Mosvi Hamdani, *Tarjma Al-Mizan*, Vol. 4, (Qom, Dafter Intasharat Islami Jamiai Muderseen Hoza allmiah, 1384 SH), 501.

سید محمد باقر، موسوی ہمدانی، *ترجمہ المیزان*، ج4، (قم، دفتر انتشارات اسلامی جامعہ ی مدرسین حوزہ علمیہ، 1384ھ۔ش)، 501۔

5. Syed Razi, Nahj al-Balagha, Azizullah Attari, Qom, Naj al-Balagha Institute, 1414 A.H., 146 and Kilini, Abu Ja'far, Muhammad Ibn Yaqub, Al-Kafi (T-Islamiyya), vol.8, Tehran, Dar al-Kitab al-Islam, 140,7. 38.

سید رضی، *نہج البلاغۃ*، (قم، مؤسسہ نہج البلاغہ، 1414ق۔ھ)، 146؛ ابو جعفر، محمد بن یعقوب، کلینی، *الکافی*، ج8، (تہران، دار الکتب الاِسلامیۃ، 1407ق)، 38۔

6. Mohsin Ali, Najafi, *Balagh al-Qur'an*, under Sura-e Israa; Verse# 27-

محسن علی، نجفی، *بلاغ القرآن*، سورہ اسراء، آیت 27 کے ذیل میں۔

https://www.balaghulquran.com/quran-mozooati.php?optsrch_ch=32&optsrch_tp=2010&optsrch_st=2067.

7. Mosvi Hamdani, *Tarjma Al-Mizan*, Vol. 18, 554.

موسوی ہمدانی، *ترجمہ المیزان*، ج18، 554۔

8. Aqa Nazri, Hassan, *Asool wa Mubani Iqtasad Islami*, (Qom Pashga Hoza wa Danishga, 1399 SH), 84-88.

آقا نظری، حسن، اصول و مبانی اقتصاد اسلامی، (قم پژوہشگاہ حوزہ و دانشگاہ، 1399ھ.ش)، 84-88۔

9. https://fa.wikifeqh.ir/ مالکیت

ویکی فقہ/ مالکیت

10. Naser Makarem, Shirazi, *Tafsir al-Namona*, Vol. 6, (Tehran, Dar Ketub al-Islamiya, 1374 SH), 70.

ناصر مکارم، شیرازی، *تفسیر نمونہ*، ج6، (تہران، دار الکتب الاِسلامیۃ، 1374ھ.ش)، 70۔

11. Muhammad bn Hassan, Shaikh Hur Aamili, *Wasal al-Shia*, Vol. 17, (Qom, Mowsahat Al-Bayat Aliam Aslaam, 1409 AH), 381; Muhammad bn Ali, Ibn Babawiyah, *Min La Yahdrah al-Faqih*, Vol. 3, (Qom, Dafter Intasharat Islami Jamiai Muderseen Hoza allmiah, 1413 AH), 195.

محمد بن حسن، شیخ حر عاملی، *وسائل الشیعۃ*، ج17، (قم، مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، 1409ق)، 381؛ محمد بن علی، ابن بابویہ، *من لایحضرہ الفقیہ*، ج3، (قم، دفتر انتشارات اسلامی وابستہ بہ جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ، 1413ق)، 195۔

12. Syed Hashim, Bahrani, *Al-Barhan fi Tafsir al-Qur'an*, Vol. 4, (Tehran, Bunyad Ba'ath, 1416 AH), 287.

سید ہاشم، بحرانی، *البرہان فی تفسیر القرآن*، ج4، (تہران، بنیاد بعثت، 1416ق)، 287۔

13. Jalal al-Deen, Suyuti, *Al-Dur al-Mansur fi Tafsir al-Mahsur*, Vol. 1, (Qom, Kitab Khana Ayatullah Murashi Najafi, 1404 AH), 337.

جلال الدین، سیوطی، *الدر المنثور فی تفسیر المأثور*، ج1، (قم، کتابخانہ آیۃ اللہ مرعشی نجفی، 1404ق)، 337۔

14. Shirazi, *Tafsir al-Namona*, Vol. 34, 162.

شیرازی، *تفسیر نمونہ*، ج34، 162۔

15. Shaikh Hur Aamili, *Wasal al-Shia*, Vol. 8, 155.

شیخ حر عاملی، *وسائل الشیعۃ*، ج8، 155۔

16. Abu al-Qasim Sulaiman bn Ahmad bn Ayyub, Al-Tabarani, *Almojam-ul Aousat*, Vol. 8, (Cairo, Manifesto Darul Harameen, nd), 278.

ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب، الطبرانی، *المعجم الاوسط*، ج8، (قاہرہ، منشورات دار الحرمین، سن ندارد)، 278۔

17. Shirazi, *Tafsir al-Namona*, 162.

شیرازی، *تفسیر نمونہ*، 162۔

18. Ibid, Vol. 12, Below Verse Kahaf 45-46.

ایضاً، ج12، ذیل آیہ کہف 45-46۔

19. Mosvi Hamdani, *Tarjma Al-Mizan*, Vol. 14, 521.

موسوی ہمدانی، *ترجمہ المیزان*، ج14، 521۔

20. Shirazi, *Tafsir al-Namona*, Vol. 24, 125.

شیرازی، *تفسیر نمونہ*، ج24، 125۔

21. Aqa Hussain, Boroujerdi, *Jamia Hadith al-Shi'a (Lil-Boroujerdi)*, Vol. 23, (Tehran, Antasharat Farhang Sabz, 1386 SH), 225.

آقا حسین، بروجردی، *جامع احادیث الشیعۃ (للبروجردی)*، ج23، (تہران، انتشارات فرہنگ سبز، 1386ش)، 225۔

22. Ibid, Vol.3, 433.

ایضاً، ج3، 433۔

23. Ibid.

ایضاً۔

24. Mosvi Hamdani, *Tarjma Al-Mizan*, Vol. 1, 481.

موسوی ہمدانی، *ترجمہ المیزان*، ج1، 481۔